کلمہ ''بعض'' کے احوال

ترجمہ و تفہیم عبدالرؤف
(رابعہ عالی)

معاجم اللغۃ اور نحو کی کتب میں ''بعض'' پر کافی بحث وتمحیص ہوئی ہے۔ بعض کی دلالتیں بہت اور اس کے استعمال کے متعلق علماء میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ لغت عرب میں اس کے کئی مفہوم آتے ہیں۔ مثلاً بعض الشي چیز کا کچھ حصہ اور اس کی جمع ابعاض ہے۔ ابن سیدہ کے بقول کہ یہ ابن جنی سے منقول ہے۔ البتہ یہ معلوم نہیں کہ یہ اس کا اپنا خیال ہے یا کسی سے منقول ہے۔ اسی طرح اس پر آنے والے الف لام میں بھی علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

زجاجی کا کہنا ہے کہ ہم ''الکل اور البعض'' مجازی طور پر استعمال کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ جائز نہیں ہے کیونکہ جب اس کے ساتھ الف لام ملائیں گے تو گویا آپ اسے اضافت سے کاٹ دیں گے۔ حالانکہ یہ جائز نہیں یہ اسم کبھی اضافت سے جدا نہیں ہوتا۔ ابو حاتم کہتے ہیں میں نے اصمعی سے کہا میں نے ابن مقفع کی کتاب میں یہ عبارت دیکھی ہے ﴿العلم كثير ولكن أخذ البعض خير من ترك الكل﴾ ''علم بہت زیادہ ہے لیکن بعض کا لینا تمام چھوڑنے سے بہتر ہے۔'' (اس عبارت میں بعض اور کل الف لام کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔)

تو اصمعی نے سختی سے انکار کیا اور کہا الف لام بعض اور کل پر داخل نہیں ہوئے کیونکہ یہ دونوں الف لام کے بغیر ہی معرفہ ہوتے ہیں۔ امام زہریؒ نے اس بارے میں اصمعی کے خلاف مؤقف اختیار کیا ہے۔ وہ (زہری) کہتے ہیں کہ اصمعی کے انکار کے باوجود نحوی بعض اور کل میں الف لام کے داخل ہونے کی اجازت دیتے ہیں۔

زمانہ حاضر کے کچھ ادیب بعض پر الف لام کے داخل ہونے کو درست قرار دیتے ہیں اور اس کی قابل قبول توجیہ بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر مصطفیٰ جواد کہتے ہیں کہ جو الف لام ''بعض'' پر داخل ہوتا ہے' وہ عوض کیلئے ہوتا ہے۔ یعنی مضاف الیہ کے عوض میں ہوتا ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے اصل الکتاب پھر (مضاف الیہ کو حذف کرتے ہوئے) الاصل کہتے ہیں۔ اسی طرح کہا جاتا ہے ''مذہب ابی حنیفہ پھر المذہب'' اسی طرح کہا جاتا ہے کتاب اللہ پھر الکتاب۔ اس قاعدے کو وسعت دیتے ہوئے کبھی یوں بھی کہتے ہیں۔ فخر الدین الرازی کی جگہ ''الفخر'' اور سیف الدین الآمدی کی جگہ ''السیف''

بعض میں الف لام اکثر طور پر ضمیر سے عوضاً آتا ہے۔ جاحظ کا کلام ملاحظہ فرمائیں:

﴿ولو لا ان هذه الامور قد كانت تكون في بعضهم دون بعض لما سمي ذلك البعض والبعض الآخر بهذه الاسماء﴾

امام ثعالبی کے کلام میں آیا ہے ﴿وهذا معنى قد...... الخ﴾

اور اس معنی کو متنبی نے اس سے قبل استعمال کیا ہے اور پھر یہ معنی بعض کی کل پر فضیلت کیلئے بار بار ذکر کیا ہے اور خوب اچھا کیا ہے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ جواد اس کی مزید توضیح یوں کرتے ہیں کہ قدیم عربی میں بعض معرف بالف لام تلاش سے بھی نہیں مل سکتا اور پھر بعض پر الف لام داخل ہونے کے متعلق اپنے نظریہ کو یوں تقویت دیتے ہیں کہ جوہری نے صحاح میں کہا ہے ﴿وكل وبعض معرفتان ولم يجيء عن العرب...... الخ﴾

''کل اور بعض معرفہ ہیں عرب سے ان پر الف لام داخل ہونا منقول نہیں مگر داخل کرنا درست ہے۔''

جوہری کا یہ قول ابو علی الفارسی کی صراحت کے بالکل موافق ہے کہ کل اور بعض دونوں معرفہ ہیں کیونکہ یہ دونوں اضافت کی نیت میں ہوتے ہیں۔

اور دوسرا اختلاف اس (بعض) کا عدد پر دلالت کے بارے میں ہے۔ ایک قول ہے کہ بعض سے مراد کل ہوتا ہے۔ ایک قول ہے کہ بعض سے مراد نصف سے کم ہوتا ہے۔ پس جس نے پہلا مذہب اختیار کیا ہے' وہ اپنی حجت کو لبید کے قول کے ساتھ تقویت دیتا ہے۔ ﴿او يعتلق بعض النفوس حمامها﴾ ''یا سب انسانوں کو ان کی موت چمٹ جائے۔''

کچھ ادباء کے بقول اس شعر میں لبید نے ''بعض'' سے کل کا معنی لیا ہے اور اس پر بعض اعتراض کرنے والوں نے اعتراض کیا ہے' جن میں ابن سیدہ بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ''بعض'' کل کے معنی میں ہوتا ہے۔ یہ غلط ہے اور نہ ہی اس کی اس شعر میں دلیل ہے۔ کیونکہ اس نے بعض النفوس سے مراد اپنے آپ کو لیا ہے۔ اور ان میں سے ابو العباس احمد بن یحییٰ بھی ہیں۔ اس کا کہنا ہے نحویوں نے سوائے ہشام کے اس پر اجماع کیا ہے کہ ''بعض'' اشیاء میں سے ایک چیز ہوتا ہے یا ایک چیز کا کچھ حصہ ہوتا ہے۔ ہشام نے جو دعویٰ یہاں کیا ہے کہ کلمہ ''بعض'' لبید کے شعر میں جمع ہے غلط قول ہے کیونکہ یہ لبید کی مراد نہیں ہے۔ اس نے بعض النفوس سے اپنے آپ کو مراد لیا ہے۔

تو ثابت ہوا کہ بعض سے مراد کل کا جز ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ جواد کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ایسا ''بعض'' جو

معرفہ کی طرف مضاف ہو مکرر نہ لایا گیا ہو تو اس سے مراد ایک مذکر یا مونث ہوتا ہے۔ مضاف الیہ کی جماعت میں سے تذکیر و تانیث کے مطابق اور اس (بعض) کے ساتھ اس (واحد) سے زیادہ کا ارادہ کرنا فصاحت سے خارج ہے۔ عرب فصحاء نے بھی ایسا استعمال نہیں کیا۔ قرآن میں ایسا استعمال ہونا بہت بعید ہے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ جواد اپنے مذہب کو متعدد مثالوں سے تقویت دیتے ہیں۔ ان میں سے چند امثلہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔﴿ولو نزلناه علی بعض الاعجمین فقرأه علیهم ما كانوا به مومنین﴾

پس اللہ تعالیٰ کا فرمان ''فقرأہ'' دلالت کرتا ہے کہ بعض الاعجمین سے مراد ان (اعجمین) میں سے کوئی ایک ہے۔ اسی وجہ سے اس طرف مفرد مذکر کی ضمیر کو لوٹایا ہے اور ''فقرآہ'' یا ''فقرؤوہ'' نہیں کہا۔ (یعنی تثنیہ یا جمع کے صیغے استعمال نہیں کیے) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿والقوه فی غیابة الجب یلتقطه بعض السیارة ان كنتم فاعلین﴾ سے مراد ہے ﴿یلتقطه رجال القافلة﴾ اسے قافلے کے آدمی اٹھا لیں گے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا فرمان کرتا ہے کہ ﴿وجاءت سیارة فأرسلوا واردهم فأدلی دلوه قال یبشری هذا غلام واسروه بضاعة والله علیم بما یعملون﴾ یوسف پر مطلع ہونے والا وہ اکیلا شخص تھا اور ملنے پر اس نے ہی آپ کو اپنے قبضہ میں لیا اور شعر کی مثالوں میں سے بشار بن برد کا قول ہے

یا قوم اذنی لبعض الحی عاشقة
والاذن تعشق قبل العین أحیانا

''اے میری قوم میرے کان قبیلے کی بعض (ایک عورت) کے عاشق ہیں اور کبھی کبھار کان آنکھوں سے پہلے عاشق ہو جاتے ہیں۔''

بعض الحی سے شاعر کی مراد احدی نسائہ (قبیلے کی عورتوں میں سے ایک) ہے اور اس تمام کلام کا مقصد یہ ہے کہ ''بعض'' جب مکرر نہ لایا جائے تو وہ کلام فصیح میں ایک مذکر یا ایک مونث پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن جو ''بعض'' مضاف مکرر لایا گیا ہو تو اس سے ایک جماعت مراد ہوتی ہے۔

اس کے استعمال میں سماع ہی اصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿طوافون علیکم بعضکم علی بعض﴾ و ﴿ذریة بعضها من بعض﴾ و ﴿ربنا استمتع بعضنا ببعض﴾ و ﴿فاقبل بعضهم علی بعض یتلاومون﴾

اور ''بعض'' اگرچہ اس کی اصل وضع واحد مذکر یا واحد مونث کیلئے ہوتی ہے۔ یہاں جمیع افراد میں سے ہر فرد پر بولا گیا ہے' تو یہاں خاص فرد معین نہ کر کے مبہم رکھا اس بناء پر لفظ ''بعض'' معنوی طور پر سب کو شامل ہو گیا ہے۔ البتہ لفظاً ایسا نہیں ہے۔

کلمہ ''بعض'' تمام استعمالات کے باوصف مذکر ہے جبکہ بعض عرب اسے موصولہ میں مانتے ہیں۔ جیسا کہ امام لیث کا قول ہے ایسی صورت میں یہ ''ما'' کے مشابہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم﴾ مراد ہے ﴿یصبکم الذی یعدکم﴾

کبھی ''بعض'' فعل بمعنی فرق آتا ہے۔ کہتے ہیں ﴿بعض الشی کله تبعیضا فتبعض ای فرقة فتفرق﴾ اس نے تمام شی کو جدا جدا کیا تو وہ جدا جدا ہو گئی۔ یعنی الگ الگ کیا الگ الگ ہو گئی۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ کبھی فعل بعض کا مصدر ''بعض'' ہوگا اور کبھی الف لام ملانے سے البعض کی شکل اختیار کرے گا۔ دونوں میں فرق ملحوظ خاطر رہے۔

سائن بورڈ، کلاتھ بینر، سکرین پرنٹرز اور اشتہارات کی کتابت کیلئے
حافظ پبلسٹی
پبلشرز
04931-54639 ریلوے روڈ شیخوپورہ
0300-4970524
کاتب
حافظ شبیر احمد سجاد، رانا عبدالستار

عظیم خوشخبری

دعوت دین اور قرآنی علوم و معارف کو گھر گھر پہنچانے کیلئے شہرہ آفاق اور قبولیت عام حاصل کرنے والی کتب تفاسیر انتہائی ارزاں تبلیغی نرخوں پر حاصل کریں

۱۔ تفسیر ابن کثیر	ترجمہ: مولانا محمد جونا گڑھیؒ	5 جلدیں -/490 روپے
۲۔ تفہیم القرآن	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	6 جلدیں -/770 روپے
۳۔ معارف القرآن	مفتی محمد شفیعؒ	8 جلدیں -/950 روپے
۴۔ مشکوٰۃ المصابیح	ترجمہ: مولانا محمد صادق خلیلؒ	5 جلدیں -/550 روپے
۵۔ خطبات اسحاق	مولانا محمد اسحاق (جھال والے)	2 جلدیں -/200 روپے

نوٹ: دو تصاویر اور شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ضروری ہے۔ بیرون فیصل آباد کے احباب کتب منگوانے کیلئے مزید 100 روپے ڈاک خرچ بھجوائیں۔

مرکز الحرمین الاسلامی
گل بہار کالونی مین ستیانہ روڈ فیصل آباد پاکستان
میاں طاہر 0304-3010777